اسی معجزہ کی نفی کو (جو قرآن مین ہے) اور اثبات کو (جو حدیث مین ہی) سمجھ لو اُن دونون مین صرف ظاہری تخالف ہے حقیقی تخالف نہین ہی۔ قرآن مین جو نفی ہے وہ خاص اسی موقع پر ہے جس موقع پر وہ آیۃ قرآن نازل ہوئی ہے۔ اور جو حدیث یا اور آیات قرآن مین معجزات کا اثبات و ذکر ہے یہہ دوسرے مواقع پر ہے۔ اسی قسم کا ظاہری تخالف باہم احادیث مین پایا جاتا ہے۔ ابن خزیمہ محدث کا قول ہے چنانچہ ابن الصلاح نے نقل کیا ہے

لا اعرف انہ روی عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم حدیثان صحیحان متضادین فمن کان عندہ فلیاتنی بہ لالف بینہما (علوم الحدیث ابن الصلاح) ؎

کہ مین کوئی ایسی حدیثین صحیح نہین پاتا جن مین آپس مین حقیقی تناقض ہو جسکے پاس ایسی حدیثین ہون وہ میرے پاس لاوے مین اونکو باہم ملا دون۔ ؎

ان اعتراضات کے جوابات مین ہمارے علمار نے بہت تفصیل کی ہے اور بالمقابلہ انجیل کا بہت کتابون سے اور ایک انجیل کا دوسری انجیل سے متخالف و متضاد ہونا نہایت بسط سے بیان کیا ہی ہم اون پرانی مباحث کا نقل کرنا پسند نہین کرتے۔ اسیقدر جو ہمارے خیال مین آیا اُسیکے بیان پر اکتفا کیا گیا ؏

نیچریون کے اعتراضات اور اونکے جوابات

(۱) اعتراض۔ تمام علماء اور محدثین اسبات پر متفق ہین کہ روایت احادیث بلفظ نہین بلکہ بالمعنی ہے یعنی احادیث مرویہ کے لفظ بعینہ وہ لفظ نہین جو رسول خدا نے فرمائے تھے بلکہ راویون نے اونکا مطلب اپنے لفظون مین بیان کیا ہے۔ اور بخاری و مسلم کی حدیثین بھی ایسی ہین اور اسیطرح جب روایت ہوئی ہین پس ہم اسکے ہر ہر لفظ کو مثل وحی کیطرف منسوب نہین کر سکتے بلکہ صحابی اور تابعی کی طرف بھی بالجزم نسبت نہین

کر سکتے کیونکہ ممکن ہی کہ وہ سب الفاظ اخیر راوی کے ہُون جنسے بخاری یا مسلم یا اور کسینے روایت کی بلکہ کیا عجب ہی کہ بعض مقام پر خود بخاری یا دوسری مصنف جامع حدیث کے لفظ ہون (اسکی تائید مین معترض نے دو حدیثین بہی بخاری کی نقل کی ہین جنکے الفاظ مختلف اور معنی ایک ہین۔ آخر اس بحث وکلام سے یہہ بہی نتیجہ نکالا ہے کہ جسقدر احکام احادیث کے لفظون سی نکالے جاتے ہین وہ سب اجتہادی احکام ہین جو خطار وصواب دونون کا احتمال رکہتے ہین اور کہا ہے کہ ممکن ہے کہ وہ احکام رسول خدا کے مقصود نہون۔ **اس** اعتراض سے معترض نے اسلام کے اکثر حصہ پر ہاتہہ صاف کیا ہے کیونکہ اکثر احکام اسلام اسی حدیث کے الفاظ ومعانی سے ثابت ہوتے ہین۔ معترض نے الفاظ حدیث کو تعیون اوڑادیا ہی کہ یہہ آنحضرت کے الفاظ نہین ہین۔ معانی کو یون ساقط الاعتبار ٹہرایا کہ یہہ سب علمار کے اجتہادات ہین تو گویا اپنے زعم مین اسلام کا کام تمام کیا لہذا اس اعتراض کا جواب اسلام کے حق جاننے والون کو بہت توجہ سے سننا لازم ہے

جواب۔ معترض کا سبہی احادیث کو روائیت بالمعنے کہنا۔ پہر اسپر تمام علمار ومحدثین کے اتفاق کا دعوے کرنا محض غلط اور خلاف واقع ہے ؎

تمام محدثین اور علمار کا اتفاق تو دور رہا لاتہ ہے۔ معترض ہمکو کسی ایک یا دو عالم محدث کی شہادت سے ثابت کرے کہ جو احادیث کتب حدیث مین موجود ہین یہہ سب بالمعنے روائیت کی گئی ہین۔ ورنہ اِس خلاف بیانی سے بازآوے وہ نہ بازآوے تو اوسکے اتباع ہی اسکے اس قسم کے دعاوی سے اسکی صداقت وعلمیت کا اندازہ کرین اور اسکے اتباع سے بچین ؎

بیشک اکثر علمار محدثین وفقہا کے نزدیک حدیث کو بالمعنے روایت کرنا خاص ایسے شخص کے لئے جو معنی حدیث سے خوب واقف ہو اور اوس تغییر وتبدل کو

جس سے مراد فوت وفاسد ہو پہچانتا ہو) جایز ہے مگر جواز مستلزم وقوع نہین ہوتا یعنی اونکے اس اعتقاد جواز روائیت بالمعنے سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ اُنہون نے اِس جواز پر عمل بہی کیا ہے اور کسی حدیث کو بالمعنے روائیت کیا ہے چہ جاے کہ سبہی احادیث کو بالمعنے روائیت کیا ہو بلکہ لفظ جواز یہہ بتا رہا ہے کہ اسکا خلاف (حدیث کو بلفظ نقل کرنا) انکے نزدیک بہی افضل ہے اور ایسا ہی اون سے بہ تصریح منقول ہے٭ پہر اس افضل کو چہوڑکر جایز پر انکا عام عمل فرض وتجویز کرنا کیا معنے رکہتا ہے؟

اور اگر ہم **انکے عمل و روائیت** کو دیکہتے ہین تو صاف پاتے ہین کہ اکثر حدیث کے روائیت کرنیوالے (صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ محدثین) نے اس جواز پر عمل نہین کیا۔ بعض نے کیا ہے تو نہائیت کم کیا ہے۔ اکثر احادیث کو بلفظ نقل کیا ہے صرف معدودی چند روایات کو بالمعنے روایت کیا ہے۔

اِسپر ہم سردست دو شہادتین پیش کرتے ہین جس مین کسی منصف صاحب عقل کی انکار واختلاف کی گنجایش نہین ہے۔

اوّل یہہ کہ ہم اکثر احادیث کو صدہا راویون سے بیسون کتب حدیث مین متفق اللفظ پاتے ہین جس سے ہم صاف یقین کرتے ہین کہ ان سب راویون نے اس حدیث کو بلفظہ نقل کیا ہی صرف معنی کو روائیت نہین کیا۔

اِسکی تمثیلات کو ہم ذکر کرین تو گویا ایک کوزہ سے دریا کو ناپین۔ اسلئے ہم بجاے اسکے ناظرین کو یہہ ہدایت کرتے ہین کہ ایک کتاب مشکوۃ ہی کہولکر ملاحظہ کرین کہ اسمین صحیحین وغیرہ صحاح کی متفق اللفظ روایات کسقدر ہین اور مختلف کسقدر۔ اتنی وسعت وفرصت ہو

٭ اسباب مین محمد بن سیرین کا قول - بضمن اثار مویدہ شہادت دوم سب سے اخیر اثر کے پہلے مذکور ہوگا اور شیخ جلال الدین سیوطی نے تدریب الراوی مین کہا ہی جمیعا یتعلق بالجواز والا فاولی (کان الاولی) ایراد الحدیث بالفاظہ دون التصرف فیہ (ھکذا فی منہج الوصول)

تو صرف اِسکے خطبہ* ہی کو دیکھہ لین اسمین روایات مختلف الالفاظ کی قلت کو کس وضاحت سے بیان کیا ہے۔

مین امید کرتا ہون اور اسپر یقین رکہتا ہون کہ جو حدیث کے کوچہ مین اتفاقی گذر بہی ہوا ہوگا اور اُسنے دو چار ورق مشکوۃ یا بلوغ المرام کی احادیث کو اصل کتب حدیث سے مطابق کرکے دیکہا ہوگا وہ میری اس شہادت (اول) مین سرموی شک نکریگا۔

شہادت دوم۔ بعض احادیث مین ہم صاف دیکہتے ہین کہ راوی دو لفظ مترادف (ہم معنے) سے ایک کے ذکر پر اکتفا نہین کرتا اور دوسری لفظ کو (باوجودیکہ اِسکے معنے پہلے لفظ مین آجاتے ہین) ترک نہین کرتا اور شک و تردد کے ساتھہ یون کہتا ہے کہ آنحضرت یا صحابی یا اور نیچے کے راوی نے یون کہا ہے یا یون فرمایا۔ اور بعض راوی جو الفاظ حدیث مین تردد و شک ظاہر نہین کرتے وہ اِسکے آخر مین یہہ الفاظ کہدیتے ہین اوکما قال وھکذا اونحوہ۔ یعنے جو ہمنے روایت کیا ہے بعینہ آنحضرت نے فرمایا ہے یا اسکی مثل یا ہم شکل کچھہ اور فرمایا ہے

ابوالدرداء (صحابی) سے مروی ہے کہ جب وہ آنحضرت سے حدیث نقل کرتے تو فرماتے کہ

كان ابو الدرداء اذا حدث بحديث عن رسول الله صلعم قال هذا ونحوه او شبهه	آنحضرت نے یہہ فرمایا اسکی مثل یا متشابہ یا ہم شکل کچھہ اور

ابن مسعود صحابی سے نقل ہے کہ جب وہ آنحضرت سے حدیث نقل کرتے

ان ابن مسعود اذا حدث عن رسول الله صلعم في الايام	اونکا چہرہ خوف کی ہیبتی سے متغیر

*مشکوۃ کے شروع مین کہا ہے کہ مینے مصابیح کی احادیث کو اسیطرح نقل کیا ہے جیسے کہ ائمہ محدثین بخاری مسلم وغیرہ نے اپنی کتابون مین روایت کیا ہے پہر کہا ہے کہ اگر تو میری کتاب کی حدیث اور مصابیح کی حدیث مین کچھہ اختلاف دیکھے تو یہہ طرق حدیث کے تعدد سے ہے اور اِسکو تو بہت ہی کم پاویگا (وقليلا ما تجد)

بقیہ مضمون نمبر۴

(ہندوستان کے حدیث پر عمل کرنیوالے وہابی نہین)

لایق توجہ گورنمنٹ

مطالب کو غور سے دیکہین گے تو ڈاکٹر صاحب کی یہہ بہی غلطی ظاہر ہو جاوے گی صاحب موصوف نے اول صراط المستقیم کا ذکر کیا ہے (یہہ وہ کتاب ہے جسکو سنہ۱۲۳۳ ہجری مطابق سنہ۱۸۱۸ء مین مولوی محمد اسمعیل صاحب دہلوی نے تصنیف کیا تہا) اِس کتاب مین صرف ایک مقام پر جہاد کا ذکر ہے پس صاحب موصوف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴۸ مین جو کچہہ اِسکے متعلق لکہا اور ترجمہ کیا ہے وہ بالکل صحیح نہین ہے صحیح یہہ ہے جیسا ہم لکہتے ہین -

باید دانست کہ جہاد امریست کثیر الفوائد عمیم المنافع کہ منفعت آن بوجوہ متعددہ بجمہور انام میرسد بمثابہ باران چون منفعتش نبات وحیوان وانسان را احاطہ کردہ ومنافع این امر عظیم دو قسم است منفعت عامہ کہ مومنین مطیعین وکفار متمردین وفساق ومنافقین بلکہ جن وانس وحیوان ونبات دران اشتراک میدارند ومنافع مخصوصہ بجاعات خاصہ یعنی لبعضے اشخاص را منفعتے حاصل میشود ولبعضی دیگر را منفعتے دیگر اما منفعت عامہ پس بیانش آنکہ چنانکہ بہ تجربہ صحیح ثابت شدہ کہ بسبب عدالت حکام ودیانت اہل معاملات وسخاوت ارباب اموال ونیک نیتی جمہور انام برکات سماویہ مثل نزول باران بر وقت وکثرت نبات وانفاق مکاسب ومعاملات ودفع بلایا وآفات

ونمو اموال وظهور ارباب ہنر کمال بیش از بیش متحقق میگرد وہمچنین مثل آن بلکہ صد چندازان بسبب شوکت دین حق وعروج سلاطین متدینین وظہور حکومت ایشان ورا قطار واکناف زمین وقوت عساکر ملت حق وانتشار احکام شرع در قرے وامصار بظہور میرسد چنانچہ حال ہندوستان با حال روم وتوران در نزول برکات سماویہ باید سنجید بلکہ حال ہندوستان را درین جزو زمان کہ ۱۲۳۳ھ یکہزار ودوصد وسی سوم ہست کہ اکثرش درین ایام دارالحرب گردیدہ وبحال ہمین ولایت کہ پیش ازین دو صد یا سہ صد سال بودہ در نزول برکات سماویہ وظہور اولیاے عظام وعلماے کرام قیاس باید کرد ‘‘

علاوہ اسبات کے ڈاکٹر صاحب نے اس عبارت کا ترجمہ غلط کیا ہے اس جملہ کو بہی ترک کردیا ہے ’’ودتجربہ صحیح ‘‘جو تمام عبارت کی بنیاد ہے بلاشبہہ مولوی اسمعیل صاحب نے اپنی کتاب کے اس فقرہ مین عام طور پر جہاد کا ذکر ضرور کیا ہے مگر اس جہاد کا ذکر ہے جسکا وجوب یا جواز بہت سی شرطون کے ساتہہ مشروط ہے کچہہ مولوی اسمعیل صاحب نے سکہون یا ہندون یا انگریزون کا ذکر نہین کیا پس اُن کی ایسی کتاب مین سے جو فقہ کی اور کتابون کی مانند جہاد کی فصل پر بہی مشتمل ہے ڈاکٹر صاحب کا اس خاص فقرہ کو نقل کرنا اور اس پر یہہ رای دینا کہ یہہ انگریزون کی نسبت ہے ہرگز ڈاکٹر صاحب کے شایان حال نہین ہے جہان مولوی اسمعیل صاحب نے حکام کے انصاف اور اہل معاملات کی دیانت اور مالداروں کی سخاوت کا ذکر کیا ہے وہان مولوی اسمعیل صاحب نے خاص مسلمان حاکمون کا انصاف وغیرہ مراد نہین لیا بلکہ علی العموم اسکا یہہ مطلب ہے کہ جو لوگ خواہ وہ کسی مذہب کے ہون ان صفات کے ساتہہ موصوف ہونگے وہ خدا کی فضل وکرم کے مستحق ہونگے ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اسبات پر بہی گرفت کی ہے کہ مولوی اسمعیل صاحب نے اپنی کتاب مین ہندوستان کی اس حالت سے جو سولہوین اور

ستر ہوین صدی مین تہی اور ابن حالت سے جو انیسوین صدی مین ہی باہم مقابلہ کیا جاے جس سے گورنمنٹ انگریزی کے عہد کی بُرائی ثابت ہوتی ہے مگر مقام تعجب کا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی اس را ے کے ظاہر کرتے وقت اسبات کا خیال نکیا کہ اٹہارہوین صدی کے وسط زمانہ تک تو ہندوستان مین مسلمانونکی ہی حکومت رہی ہتی اور مولوی اسمعیل صاحب نے اپنے اِس بیان مین اس عہد کو بہی ۱۸۱۸ء کی مانند بُرا بیان کیا ہے پس اگر مولوی اسمعیل کے بیان کی نسبت یہہ گرفت صحیح خیال کیجاوے تو یہہ بات سمجھہ مین نہین آتی کہ اگر مولوی اسمعیل صاحب اٹہارہوین صدی کے وسط مین ہوتے تو وہ خود اپنے ہی گورنمنٹ کے حق مین جہاد کا وعظ کہنا کیسے جایز سمجہتے ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے لفظ دار الحرب کے ترجمہ کی صحت کا بہی خیال نہین فرمایا کیونکہ انہون نے اسکا ترجمہ دشمن کا گہر لکہا ہے اِسلئے کہ اس صورت مین انہین کے دلایل کے بموجب وہ تمام مسلمانون کو بغاوت سے باز رکہتا ہے جو مضمون اس عالم ڈاکٹر نے انگلشمین مطبوعہ ۱۶ امی ۱۸۷۱ء مین چہپوایا ہے اِسکا بہی خلاصہ ذیل مین لکہا جاتا ہے۔ ہم یہہ بات ثابت کر چکے ہین کہ مسلمانون کی تمام معتبر کتابون کے بموجب ہندوستان دار الاسلام نہین رہا بلکہ اب دار الحرب ہو گیا ہی پس جو مسلمان رعایا اب زیادہ پر جوش ہی خود اُسکی حق مین بلکہ نیز ہماری حق مین بہی یہہ بات کچہہ خفیف نہین ہی کہ ہندوستان اب دار الحرب ہو گیا ہے اور اس صورت مین ان پر ہم سے بغاوت کرنا اور اس کو پہر دار الاسلام بنانا فرض نہین ہے مگر ہم اپنے پہلے مضامین مین یہہ بات ثابت کر چکے ہین کہ ہندوستان اب دشمن کا ملک ہے اِس سبب سے اس زمانہ کے مسلمانون کو اپنی کتابون کے بموجب فرض ہے کہ وہ ساکت رہین کیونکہ اس کی جواب دہی اُن کے ذمہ نہین ہے بلکہ اسمین خدا کی مشیت غالب ہے اور بغاوت کرنے سے جن خطرات کا احتمال اُن کے مذہب کی نسبت ہے وہ احتمال اسبات پر انکو مجبور کرتا ہے کہ وہ جہاد کو ناجایز سمجہین ؛

صراط المستقیم اُن چوؔدہ کتابون مین سے پہلی کتاب ہے جنکی نسبت ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۶۶ مین یہہ تحریر فرمایا ہے کہ "جن کتابو نکے وہابی لوگ زیادہ معتقد ہین انکے نام سننے سے یہہ معلوم ہوتی ہے کہ ان مین بغاوت اور فساد کا ذکر ہے" مگر مین اپنے پہلے مضمون مین یہہ بات بخوبی ثابت کر چکا ہون کہ اس کتاب کو گورنمنٹ انگریزی پر جہاد کرنے سے کچھہ تعلق نہین ہے ایک اور مقام پر ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۶۵ و ۶۶ مین بیتین گوئیون کی **ایک نظم رسالہ کا** ذکر کیا ہے مگر میری دانست مین جو مطلب اسکا ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے بیان کیا ہے وہ محض غلط ہے اس لئے کہ وہ رسالہ اور مثنوی جسکو مولوی کرم علی ساکن کانپور نے تصنیف کیا تہا سنہ ۱۸۲۴ع اور سنہ ۱۸۳۱ع کے درمیان اسوقت تصنیف ہوئی تہی جو سید احمد صاحب سکہون پر جہاد کر رہے تہے پس ایسی کتابون اور ایسے رسالون کے ذکر کرنے سے بجز اسکے کہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب کی رونق تصور کی ہے اور کچھہ فایدہ نہین ہے اور جن دلایل سے اُنہون نے اس امر کا ثبوت چاہا ہے کہ ملکہ معظمہ پر جہاد کرنا مسلمانون کا فرض ہے ان دلایل کو ان رسالون اور قصیدون کے ذکر سے کچھہ بہی تقویت نہین ہوتی اور جب ان رسالون کے معنے کو غور سے دیکہا جاتا ہے تو کوئی بات ان مین ایسی نہین معلوم ہوتی جسکی نسبت یہہ گمان ہو سکے کہ وہ گورنمنٹ انگریزی سے لوگون کو باغی بنانے کے لئے لکہے گئے تہے اور اگر اس مضمون کے دیکہنے والے اس بات کا خیال کرین کہ یہہ رسالے کس زمانہ مین تصنیف ہوئے تہے تو اُنکو خود ہی معلوم ہو جاویگا کہ اُنمین دراصل کن لوگون سے خطاب ہے اور اس سبب سے مین ڈاکٹر صاحب کے اس فقرہ کی صحت و عدم صحت کا تصفیہ ناظرین حق پسند کی منصفانہ رای پر چھوڑتا ہون کہ "وہابیون نے نظم و نثر مین انگریزون پر جہاد کرنے کے باب مین اس کثرت سے کتابین